بڑی سخت احتیاط کرو شاعری سے تم
زبردست اتفاق کرو شاہ جی ﷺ سے تم

مفصل تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن وحدیث میں شاعری کو پسند نہیں کیا گیا سوائے چند استثنائی صورتوں کے جیسے خدا کی تعریف بیان کرنا نعت گوئی اور کافر لوگ جب شعروں میں اللہ رسول ﷺ کی بے ادبی کرتے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ کو جواب میں ہجو لکھنے کی اجازت دی تھی۔

شاعری میں بعض لوگوں نے عمریں ضائع کر دیں اور وہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے خلاف عمل کرتے رہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحاً ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْراً

ترجمہ: ’’بے شک تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، وہ اس کے لئے بہتر ہے کہ شاعری سے بھرے‘‘۔ (حدیث نمبر 5009، باب الادب، صحیح ابوداوٗد)

اگر شاعری نقص سے پاک بھی ہو تو اس کا وہ فائدہ ہرگز نہیں ہوسکتا جو قرآن کریم کی تلاوت اور درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم کو بغیر ترجمے اور فہم کے پڑھنے سے بھی دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے، خدا

کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی محبت کی نظر نصیب ہوتی ہے۔ یہ قرآن ہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اسے ہم پہاڑوں پر اتارتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے قرآن کریم نے شاعروں کی پیروی کی بھی مذمت کی شاعروں کی پیروی کرنے والوں کو گمراہ اور سرکش کہا۔

قرآن میں آیا کہ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاعری کو سخت ناپسند کیا۔ اس کی تکذیب کی قرآن کلام الٰہی ہے اور شاعر کا کلام نقص سے خالی نہیں ہوتا سورۃ یٰسین میں آیا کہ ہم نے آپ ﷺ کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی یہ آپ کے شایان ہے یہاں بھی شاعری کا ذکر ناپسندیدگی اور حقارت سے کیا گیا ہے۔ شانِ نبوت ﷺ شاعری سے بہت بلند ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ کسی نے قرآن دیکھنا ہو تو آپ ﷺ کو دیکھ لے یعنی آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن ہیں۔ ام المومنینؓ نے شاعری کے حوالے سے فرمایا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ بغض شاعری سے تھا اس کا آگے تفصیل سے ذکر آئے گا۔ سب سے پہلے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ قرآن میں الفاظ شعر، شاعر اور الشعراء (شاعر کی جمع) کن کن سورتوں میں آئے ہیں۔

شعر (شعروشاعری)

☆ سورة یٰسٓ (۳۶): وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ ۶۹

ترجمہ: ہم نے ان کو (رسول اللہ ﷺ کو) شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وُہ ان کو شایان ہے یہ تو محض نصیحت اور صاف صاف قرآن ہے۔

شاعر

☆ سورة الانبیاء (۲۱): بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ (۵)

ترجمہ: بلکہ کہنے لگے کہ یہ پریشان خواب ہیں (قرآن کے متعلق) بلکہ اس (سیدنا محمد ﷺ) نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے بلکہ یہ شاعر ہیں۔

☆ سورة الصٰفٰت (۳۷): وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (۳۶)

ترجمہ: اور (منکر قوم کے لوگ) کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔

☆سورة الطور (۵۲):
اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ (۳۰)

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ (سیدنا محمد ﷺ) شاعر ہیں اور ہم ان کے حق میں زمانہ کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں۔

☆سورة الحاقة (٦٩): وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ۙ۴۱

ترجمہ: اور یہ (قرآن کریم) کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم لوگ بہت کم ہی ایمان لاتے ہو۔

الشعراء (شاعر کی جمع)

سورة الشعراء (٢٦): وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ؕ۲۲۴

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

سورة الشُّعَرَاء (٢٦): اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّهِیۡمُوۡنَ ۙ۲۲۵

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔

سورة الشُّعَرَاء (٢٦): وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۙ﴿۲۲۶﴾

ترجمہ: اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں۔

اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ مختلف تراجم اور تفاسیر میں قرآن کریم کی اِن بیان کی گئی آیات کا ترجمہ اور تشریح کس طرح کی گئی ہے مزید برآں تفاسیر میں شعروشاعری کے بارے میں احادیثِ مبارکہ کے حوالے سے کن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔

سورۃ الشعراء کی آیات مبارکہ نمبر ۲۲۱ تا ۲۲۷ تک کا ترجمہ:

’’کیا میں تمھیں بتلاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں۔ وہ ہر ایک جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں اچٹتی ہوئی سنی سنائی پہنچادیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔ شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو بھکے ہوئے ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک جنگل میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک

عمل کیئے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ ابھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں‘‘

ان آیات کی تفسیر اس طرح ہے:

قرآن کسی کاہن شاعر یا شیطان کا قول ہرگز نہیں۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا یہ قرآن برحق نہیں انہوں نے اس کو خود گھڑ لیا ہے یا ان کے پاس جنوں کا کوئی سردار آتا ہے جو انہیں یہ سکھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس اعتراض سے پاک کیا اور ثابت کیا کہ آپؐ جس قرآن کو لائے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے اس کا اُتارا ہوا ہے بزرگ امین طاقتور فرشتہ اسے لایا ہے یہ کسی شیطان یا جن کی طرف سے نہیں شیاطین تو تعلیم قرآن سے چڑتے ہیں اس کی تعلیمات ان کے یکسر خلاف ہے انہیں کیا پڑی کہ ایسا پاکیزہ اور راہِ راست پر لانے والا قرآن وہ لائیں اور لوگوں کو نیک راہ بتلائیں وہ تو اپنے جیسے انسانی شیطانوں کے پاس جاتے ہیں جو پیٹ بھر کر جھوٹ بولنے والے ہوں بدکردار اور گنہگار ہوں ایسے کاہنوں بدکاروں اور جھوٹے لوگوں کے پاس جنات اور شیاطین

پہنچتے ہیں کیونکہ وہ بھی جھوٹے اور بداعمال ہیں اچٹتی ہوئی کوئی ایک آدھ بات سنی سنائی پہنچاتے ہیں اور وہ ایک جو آسمان سے چھپے چھپائے سن لی تھی سو جھوٹ اس میں ملا کر کاہنوں کے کان میں ڈال دی انہوں نے اپنی طرف سے پھر بہت سے حاشیے چڑھا کر لوگوں میں ڈینگیں مارنے لگے اب ایک آدھ بات تو سچی نکلی لیکن لوگوں نے ان کی اور سو جھوٹی باتیں بھی سچی مان لیں اور تباہ ہوئے۔

بخاری شریف میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا حضور ﷺ ان کی کوئی بات کھری بھی نکل آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ وہی بات ہوتی ہے جو جنات آسمان سے اڑا لاتے ہیں اور ان کے کان میں کہہ جاتے ہیں پھر اس کے ساتھ اپنی طرف سے جھوٹ ملا کر کہہ دیتے ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث شریف کے مفہوم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ آسمان پر کرتا ہے تو فرشتے باادب اپنے پر جھکا دیتے ہیں ایسی آواز آتی ہے جیسے کسی چٹان پر زنجیر بجائی جاتی ہو جب وہ گھبراہٹ ان کے دلوں سے دور ہو جاتی ہے تو آپس میں دریافت کرتے ہیں کہ رب کا کیا

حکم صادر ہوا؟ دوسرے جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ عالیشان اور بہت بڑی کبریائی والا ہے۔ کبھی کبھی امر خداوندی چوری چھپے سننے والے کسی جن کے کان میں بھنک پڑ جاتی ہے جو اس طرح ایک پر ایک ہو کر وہاں تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

راوی حدیث حضرت سفیانؒ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر اس پر دوسرا ہاتھ اس طرح رکھ کر انہیں ہلا کر بتایا کہ اس طرح۔ اب اوپر والا نیچے والے کو اور وہ اپنے سے نیچے والے کو وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ جادوگر اور کاہن کو وہ پہنچا دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بات پہنچائیں اس سے پہلے شعلہ پہنچ جاتا ہے اور کبھی اس سے پہلے وہ پہنچا دیتے ہیں اس میں کاہن یا جادوگر اپنے سو جھوٹ ملا کر مشہور کرتا ہے چونکہ وہ ایک بات سچی نکلتی ہے۔ لوگ سب باتوں کو ہی سچا سمجھنے لگتے ہیں۔

بخاری شریف کی ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ فرشتے آسمانی امر کی بات چیت بادلوں پر کرتے ہیں جسے شیطان سن کر کاہنوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے شاعروں کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

عرب کے شاعروں کا دستور تھا کسی کی مذمت اور ہجو میں کچھ کہہ ڈالتے تھے لوگوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی تھی اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عرج میں جارہے تھے راستہ میں ایک شاعر شعر خوانی کرتا ہوا ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا روک لو۔ تم میں سے کوئی شخص خون اور پیپ سے اپنا پیٹ بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے اپنا پیٹ بھر لے انہیں ہر جنگل کی ٹھوکریں کھاتے کس نے نہیں دیکھا؟ ہر لغو میں یہ گھُس جاتے ہیں کلام کے ہر فن میں بولتے ہیں کبھی کسی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں کبھی کسی کی مذمت میں آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ جھوٹی تعریفیں خوشامدانہ باتیں جھوٹی برائیاں گھڑی ہوئی اُن کے حصّے میں آئی ہیں۔ یہ زبان کے بھانڈ ہوتے ہیں لیکن کام کے کاہل۔ ایک انصاری اور ایک دوسری قوم کے شخص نے مقابلہ میں ہجو کی جس میں دونوں کی قوم کے بڑے بڑے لوگ بھی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ پس اس آیت میں یہی ہے کہ اُن کا ساتھ دینے والے گمراہ لوگ ہوتے ہیں اور وہ باتیں بکا کرتے ہیں جنہیں کسی نے بھی کیا نہ ہو۔ اسی لئے علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے

کہ اگر کسی شاعر نے اپنے شعر میں کسی ایسے گناہ کا اقرار کیا ہو جس پر حدِ شرع واجب ہوتی ہو تو آیا اس پر وہ حد جاری کی جائے گی یا نہیں دونوں طرف علماء گئے ہیں واقع میں وہ فخر و غرور کے ساتھ ایسی باتیں بک دیتے ہیں کہ میں نے یہ کیا اور وہ کیا حالانکہ نہ کچھ کیا اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت نعمان بن عدی بن فضلہؓ کو بصرے کے شہر یسان کا گورنر مقرر کیا تھا وہ شاعر تھے ایک مرتبہ اپنے شعروں میں گاؤں کی لڑکیوں اور رقص و سرود کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا کرے امیر المومنینؓ کو یہ خبر نہ پہنچے ورنہ وہ بُرا مانیں گے اور سزا دیں گے۔

یہ اشعار سچ مچ حضرت امیر المومنینؓ تک پہنچے آپ سخت ناراض ہوئے اور اس وقت آدمی بھیجا کہ میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کیا اور آپ نے ایک خط بھیجا جس میں بسم اللہ کے بعد حٰمٓ کی تین آیات اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ تک لکھ کر پھر تحریر فرمایا کہ تیرے اشعار میں نے سُنے مجھے سخت رنج ہوا میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ اس خط کو پڑھتے ہی حضرت نعمانؓ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور با ادب عرض کی کہ

امیر المومنینؓ واللہ نہ میں نے کبھی شراب پی نہ ناچ رنگ اور گانا بجانا دیکھا سُنا یہ تو صرف شاعرانہ ترنگ تھی آپؓ نے فرمایا یہی میرا خیال ہے لیکن میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ ایسے فحش گو شاعر کو کوئی عہدہ دوں پس معلوم ہوا کہ اکابر صحابہ کے نزدیک بھی شاعر اپنے شعروں میں کسی جرم کے اعلان پر گو وہ قابل حد ہو حد لگائی نہ جائے گی اس لئے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ہاں وہ قابلِ ملامت اور لائق سرزنش ضرور ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف کے مفہوم میں ہے کہ پیٹ کو لہو پیپ سے بھر لینا اشعار سے بھر لینے سے بہتر ہے۔ مطلب یہ کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو شاعر ہیں نہ ساحر ہیں نہ کاہن ہیں۔ آپ ﷺ کا ظاہر حال ہی آپ کی ان عیوب سے برائت کا بہت بڑا عادل گواہ ہے جیسے فرمان ہے کہ نہ ہم نے انہیں شعر گوئی سکھائی ہے نہ ان کے لائق ہے یہ تو صرف نصیحت ہے اور قرآن مُبین ہے اور آیت میں ہے یہ رسول کریم ﷺ کا قول ہے کسی شاعر کا نہیں۔ تم میں ایمان کی کمی ہے یہ کسی کاہن کا قول نہیں۔ تم میں نصیحت ماننے کا مادہ کم ہے۔ یہ تو رب العالمین کی اتاری ہوئی کتاب ہے اس سورت میں بھی یہی فرمایا گیا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے اتری ہے۔ روح الامین نے آپ کے دل پر نازل فرمائی ہے عربی زبان میں ہے اس لئے کہ

آپ لوگوں کو آگاہ فرمادیں اسے شیاطین لے کر نہیں آئے۔ نہ یہ ان کے لائق ہے نہ ان کے بس کی بات ہے وہ تو اس کے سننے سے بھی الگ کردیئے گئے ہیں۔ وہ جھوٹے اور بدکردار ہوتے ہیں ان کے پاس شیاطین آتے ہیں جو اچٹتی ہوئی باتیں سن سنا کر ان کے کانوں میں کر جاتے ہیں محض جھوٹ بولنے والے یہ خود ہوتے ہیں شاعروں کی پشت پناہی اوباشوں کا کام ہے وہ تو ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں زبانی باتیں بناتے ہیں عمل سے کورے رہتے ہیں اس کے بعد جو فرمان ہے اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت جس میں شاعروں کی مذمت ہے جب اتری تو دربار رسول ﷺ کے شعراء حضرت حسان بنؓ ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ روتے ہوئے دربارِ نبی ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ شاعروں کی تو یہ گت بنی اور ہم بھی تو شاعر ہیں اس وقت آپ ﷺ نے یہ دوسری آیت تلاوت فرمائی کہ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے تم ہو اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے تم ہو مظلوم ہو کر بدلہ لینے والے تم ہو پس تم ان سے مستثنیٰ ہو (ابن ابی حاتم وغیرہ)۔ یہ آیت بے شک استثنا کے بارے میں ہے اور صرف یہی انصاری شعراء ہی نہیں بلکہ اگر

کسی شاعر نے اپنی جاہلیت کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی اشعار کہے ہوں اور وہ پھر مسلمان ہو جائے تو بہ کر لے اور اس کے مقابلے میں اللہ کا بکثرت ذکر کرے وہ بے شک اس برائی سے الگ ہے حسنات سیئات کو دور کر دیتی ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن ربعری نے اسلام سے پہلے حضور ﷺ کی ہجو بیان کی تھی لیکن اسلام کے بعد بڑی مدح بیان کی اور اپنے اشعار میں اس ہجو کا عذر بھی بیان کرتے ہوئے کہا میں اس وقت شیطانی پنجہ میں پھنسا ہوا تھا۔ اس طرح آپ ﷺ کا چچا زاد بھائی ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب آپ ﷺ کا جانی دشمن تھا اور بہت ہی ہجو کیا کرتا تھا جب مسلمان ہو گئے تو ایسے مسلمان ہوئے کہ دنیا بھر میں حضور ﷺ سے محبوب اُنہیں کوئی نہ تھا اکثر آپ ﷺ کی مدح کیا کرتے تھے۔ اور بہت ہی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان صحر بن حرب ایک صحابی کا ذکر ہے کہ جب مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ سے کہنے لگے مجھے تین چیزیں عطا فرمائیے ایک تو یہ کہ میرے لڑکے کو اپنا کاتب بنا لیجئے دوسرے مجھے کافروں سے جہاد کے لئے بھیجئے اور میرے ساتھ کوئی لشکر کر دیجئے تا کہ جس طرح کفر میں مسلمانوں سے لڑا کرتا تھا اب اسلام میں

کافروں کی خبرلوں۔آپ ﷺ نے دونوں باتیں قبول کرلیں اور ایک تیسری درخواست بھی کی جو قبول کی گئی پس ایسے لوگ اس آیت کے حکم سے دوسری آیت سے الگ کرلئے گئے۔ذکرِ خدا خواہ وہ اپنے شعروں میں بکثرت کریں خواہ اور طرح اپنے کلام میں یقیناً وہ اگلے گناہوں کا بدلہ اور کفارہ ہے اپنی مظلومی کا بدلہ لیتے ہیں یعنی کافروں کی ہجو کا جواب دیتے ہیں۔خود آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا تھا ان کفار کی ہجو کرو جبرائیل تمھارے ساتھ ہے۔حضرت کعب بن مالکؓ نے جب قرآنِ کریم میں شعراء کی برائی سُنی تو حضور ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا تم ان میں نہیں ہو مومن تو جس طرح اپنی جان سے جہاد کرتا ہے اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے واللہ تم لوگوں کے اشعار تو انہیں مجاہدین کے تیروں کی طرح چھید ڈالتے ہیں پھر فرمایا ظالموں کو اپنا انجام ابھی معلوم ہو جائے گا۔انہیں عذر معذرت بھی کچھ کام نہ آئیگی۔

تفاسیر میں سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ۶۹ کی تشریح میں لکھا ہے۔

"میں نے اپنے پیغمبر کو شاعری سکھائی نہ شاعری ان کے شایانِ شان ہے نہ انہیں شعر گوئی سے محبت نہ شعروں کی طرف طبیعت کا میلان ہے۔"

اسی کا ثبوت آپ ﷺ کی زندگی میں نمایاں طور پر ملتا ہے کسی کا شعر پڑھتے تھے تو صحیح طور پر ادا نہیں ہوتا تھا یا پورا یاد نہیں لگتا تھا اولادِ عبد المطلب کا ہر مرد و عورت

شعر کہنا جانتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ اس سے کوسوں دُور تھے (ابن عساکر)

ایک بار آپ ﷺ نے یہ بیت پڑھا۔

"کَفٰی بِالْاِسْلَامِ وَالشَّیْبِ لِلْمَرْءِ نَاھِیاً"

اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا حضور ﷺ یہ اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے۔

"کَفٰی الشَّیْبُ وَالْاِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاھِیاً"

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی یا حضرت عمرؓ نے عرض کی سچ مچ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اللہ نے سچ فرمایا۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ

دلائل بیہقی میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمیؓ سے فرمایا تم نے بھی تو یہ شعر کہا ہے۔

" تجعل نھبی ونھب العبید بین الاقرع وعینیة "

انہوں نے عرض کی حضور ﷺ دراصل یوں ہے۔

" بین عینیة والاقرع "

آپ ﷺ نے فرمایا چلو سب برابر ہے مطلب تو فوت نہیں ہوتا؟

(صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ)

روض الانف میں اس تقدیم تاخیر کی ایک عجیب توجیہہ کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے اقرع کو پہلے اور عیینیہ کو بعد میں اس لئے ذکر کیا عیینیہ خلافت صدیقی میں مرتد ہو گیا تھا بخلاف اقرع کے کہ وہ ثابت قدم رہا تھا۔ واللہ اعلم

مغازی اموی میں ہے کہ بدر کے مقتول کافروں کے درمیان گشت لگاتے ہوئے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا "نَفلِقُ ھَا مًا" (آگے کچھ نہ فرما سکے) اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پورا شعر پڑھ دیا:

مِنُ رِّجَالٍ اعِزَّةٍ عَلَینَا وَھُمُ کَانُوٗ اَعَقَّ وَاَظُلَمَا

یہ کسی عرب شاعر کا شعر ہے جو حماسہ میں موجود ہے مسندِ احمد میں ہے کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ طرفہ کا یہ شعر بہت پڑھتے تھے "وَیَاُتِیُکَ بِالُاَخُبَارِ مَنُ لَّمُ تُزَوِّدِ" اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

"سَتُبُدِی لَکَ الُاَیَّامُ مَاکُنُتَ جَاھِلاً"

یعنی زمانہ تجھ پر وہ امور ظاہر کر دے گا جن سے تو بے خبر ہے اور تیرے پاس ایسا شخص خبریں لائے گا جسے تو نے توشہ نہیں دیا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ سے سوال ہوا کہ کیا حضور ﷺ شعر پڑھتے تھے؟ آپ ؓ

نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ بغض آپ ﷺ کو شعروں سے تھا ہاں کبھی کبھی بنو قیس والے کا کوئی شعر پڑھتے لیکن اس میں بھی غلطی کرتے الفاظ آگے پیچھے کر دیا کرتے حضرت ابو بکر صدیقؓ عرض کرتے حضور ﷺ یوں نہیں ہے تو آپ ﷺ فرماتے شاعر ہوں نہ شعر گوئی میرے شایانِ شان۔

دوسری روایات میں شعر اور آگے پیچھے کا ذکر بھی ہے یعنی "وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَالَمْ تُزَوِّدٖ" کو آپ ﷺ نے "مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ" پڑھا تھا۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ پورا شعر کبھی آپ نے نہیں پڑھا زیادہ سے زیادہ ایک مصرعہ پڑھ لیتے تھے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے خندق کھودتے ہوئے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار پڑھے یاد رہے کہ آپ ﷺ کا یہ پڑھنا صحابہؓ کے ساتھ تھا۔ حضور ﷺ لفظ ابینا کو کھینچ کر پڑھتے اور سارے ہی بلند آواز سے پڑھتے، ترجمہ اِن اشعار کا یہ ہے: کوئی غم نہیں اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے نہ صدقے دیتے اور نہ نمازیں پڑھتے اب تو ہم پر تسکین نازل فرما۔ جب دشمنوں سے لڑائی چھڑ جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما یہی لوگ ہم پر سرکشی

کرتے ہیں ہاں جب کبھی فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔
اسی طرح ثابت ہے کہ حنین والے دن آپ ﷺ نے اپنے خچر کو دشمنوں کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ اَنَا ابنُ عَبدِ المُطَّلِب

یاد رہے کہ اتفاقیہ ایک کلام آپ ﷺ کی زبان سے نکل گیا۔ جو وزن شعر پر اترا نہ کہ قصداً آپ ﷺ نے شعر کہا۔ حضرت جندب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے آپ ﷺ کی انگلی زخمی ہوگئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیتِ　وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا لَقِیتِ

یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے اور تو راہِ اللہ میں خون آلود ہوئی ہے یہ بھی اتفاقیہ ہے قصداً نہیں۔ اسی طرح ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا: اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمَّا　وَاَیُّ عَبْدٍ لَّکَ لَا اَلَمَّا

ابو داؤد میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک یہ تینوں باتیں برابر ہیں تریاق کا پینا، گنڈے کا لٹکانا اور شعر بنانا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں شعر گوئی سے آپ ﷺ کو طبعاً نفرت تھی دعا میں آپ ﷺ کو جامع کلمات

پسند آتے تھے اور اس کے سوا چھوڑ دیتے تھے (احمد) ابوداؤد میں ہے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس کے لیے شعروں سے بھر لینے سے بہتر ہے۔ مسند احمد کی ایک حدیث شریف میں ہے جس نے عشاء کی نماز کے بعد کسی شعر کا ایک مصرع بھی باندھا اس کی اُس رات کی نماز نامقبول ہے۔

بعض اشعار نصیحت ادب اور حکمتوں کے ہوتے ہیں جیسے کے جاہلیت کے زمانے کے شعراء کے کلام میں ایسے اشعار پائے جاتے ہیں چنانچہ امیہ بن صلت کے اشعار کی بابت فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ اُس کے شعر تو ایمان لاچکے ہیں لیکن اس کا دل کافر ہی رہا ایک صحابی نے آپ ﷺ کو اسی شاعر کے ایک سو بیت سنائے ہر بیت کے بعد آپ ﷺ فرماتے تھے اور کہو۔ ابوداؤد میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض بیان مثل جادو کے ہیں۔ اور بعض سراسر حکمت والے ہیں۔

بعض اہلِ طریقت نے بھی ان آیات کی تشریح میں بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت ؓ کے لئے منبر بچھایا جاتا تھا۔ وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول کریم ﷺ کے مفاخر پڑھتے تھے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے سرورِ عالم ﷺ اُن کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا، اچھے کو لو اور برے کو چھوڑ دو۔

سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۹۴ کا مفہوم ہے

کہ اُن پر ظلم ہوا کفار کی طرف سے کہ اُنہوں نے مسلمانوں کی اور اُن کے پیشواؤں کی ہجو کی ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دیے یہ مذموم نہیں بلکہ مستحق اجر و ثواب ہے۔ حدیث شریف کے مفہوم میں ہے کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔ یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔

بعض مفسرین نے ان آیاتِ مبارکہ کی تشریح میں لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کفار کس معنی میں قرآن کو شعر اور حضور ﷺ کو شاعر کہا کرتے تھے اور کس معنی میں نفی کی گئی ہے۔ شعر کا عرفی معنی تو یہ ہے کہ الکلام الموزوں المقفیٰ:

وہ کلام جس کا وزن بھی ہو اور قافیہ بھی ہو اور شاعر اسے کہتے ہیں جو قصداً اور ارادتاً موزوں اور مقفیٰ کلام کہے اس معنی کے مطابق نہ قرآن

کو شعر کہا جا سکتا ہے اور نہ حضور ﷺ کو شاعر۔ اور اہلِ عرب جو دقائق لغت سے واقف تھے وہ ایسی غلط بات کیوں کر کہہ سکتے تھے۔ اس لئے یہاں شعر سے مراد جھوٹ اور خیالی تک بندی ہے اور شاعر سے مراد وہ آدمی جو حقائق اور صداقتوں کو نظر انداز کر دے اور وہم و گمان کی وادیوں میں بھٹکتا پھرے کسی کی مدح کرے یا مذمت مبالغہ آرائی اور خیال آفرینی سے باز نہ آئے شاعری میں بھی کیوں کہ یہی کچھ ہوتا ہے جھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر شعر میں رنگینی اور جاذبیت پیدا نہیں ہوتی اس لئے عرب کہتے ہیں ''اَعذب الشعر اکذبہا'' بہتر اور عمدہ شعر وہ ہے جس میں زیادہ سے زیادہ جھوٹ بولا گیا ہو۔ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ کفار جب حضور ﷺ پر شعر کہنے کی تہمت لگاتے اس سے اُن کی مراد شعر کا اصطلاحی معنی نہیں ہوتا تھا کیوں کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن کریم شعر کے اسلوب پر نہیں ہے اور یہ حقیقت عجمی جاہلوں پر بھی مخفی نہیں چہ جائیکہ عرب کے بلغاء اس حقیقت سے ناواقف ہوں بلکہ حضور ﷺ پر کذب کی تہمت لگاتے تھے۔ کیوں کہ جھوٹ کو شعر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور جھوٹے کو شاعر کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعریہ کہتے ہیں۔

سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ٦٩ کی تشریح اس طرح ہے۔

یعنی جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ حقائق واضح ہیں کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں ہم نے پیغمبر ﷺ کو قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے کوئی شعر وشاعری کا دیوان نہیں دیا جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تگ بندیاں ہوتی ہیں بلکہ آپ ﷺ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فنِ شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا کہ باوجود قریش کے اعلیٰ خاندان میں ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں، آپ ﷺ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا یوں رجز وغیرہ کے موقع پر کبھی ایک آدھ موقع پر زبان مبارک سے مقفٰی عبارت نکل کر بے ساختہ شعر کے سانچے میں ڈھل گئی ہو وہ الگ بات ہے اسے شاعری یا شعر کہنا نہیں کہتے ۔ آپ ﷺ خود تو شعر کیا کہتے کسی دوسرے شاعر کا شعر یا مصرعہ بھی زندگی بھر میں دو چار مرتبہ سے زائد نہیں پڑھا اور پڑھتے وقت اکثر اُس میں ایسا تغیر کر دیا کرتے کہ شعر شعر نہ رہے محض مطلب شعر ادا ہو جائے ۔ غرض آپ ﷺ کی طبع شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی کیونکہ یہ چیز آپ

کے منصب جلیل کے لائق نہ تھی۔ آپ ﷺ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعلیٰ حقائق سے بدون ادنیٰ ترین کذب و غلو کے روشناس کرنا تھا ظاہر ہے کہ یہ کام ایک شاعر کا نہیں ہوسکتا کیونکہ شعریت کا حسن وکمال، کذب ومبالغہ، خیالی بلند پروازی اور فرضی نکتہ آفرینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ شعر میں اگر کوئی جز محمود ہے تو اس کی تاثیر اور دلنشینی ہوسکتی ہے۔ سو یہ چیز قرآن کی نثر میں اس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ ساری دنیا کے شاعر مل کر یہ بھی اپنے کلاموں کے مجموعے میں پیدا نہیں کر سکتے قرآن کریم کے اسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصل روح نکال کر نثر میں ڈال دی گئی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فصیح و عاقل دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگے تھے حالانکہ شعر وسحر کو قرآن سے کیا نسبت کیا شاعری اور جادوگری کی بنیاد پر دنیا میں کبھی قومیت وروحانیت کی ایسی عظیم الشان اور لازوال عمارتیں کھڑی ہوتی ہیں۔ جو قرآنی تعلیم کی اساس پر آج تک قائم شدہ دیکھتے ہو یہ کام شاعروں کا نہیں پیغمبروں کا ہے کہ خدا کے حکم سے مردہ قلوب کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے عرب کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ آپ ﷺ پہلے سے شاعر تھے شاعری سے ترقی کر کے نبی بن بیٹھے۔

سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۳۶ اور ۳۷ کا ترجمہ اور تشریح اس طرح ہے

''اور کہتے ہیں کہ کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانہ کے کوئی نہیں وہ لے کر آیا ہے سچا دین اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو'' یعنی شاعروں کا جھوٹ تو مشہور ہے پھر اس راست باز ہستی کو شاعر کیسے کہتے ہو جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آئے ہیں اور سارے جہاں کے سچوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیا مجنوں اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اصول پیش کرتے ہیں؟''

سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۲۴ (ترجمہ: اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں) کی تشریح اس طرح ہے: کافر لوگ پیغمبر ﷺ کو کبھی کاہن بتاتے ہیں کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اس کو لگاؤ نہیں ہوتا اس لئے اس کی باتوں سے

بجز گرمئ محفل یا وقتی خوشی اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر ﷺ کی صحبت میں قرآن سن سن کر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر اتر آتے ہیں۔

اسی سورۃ مبارکہ کی آیت نمبر ۲۲۵ کا ترجمہ ہے:

تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں

یعنی جو مضمون پکڑ لیا اُسی کو بڑھاتے چلے گئے، کسی کی تعریف کی تو اس کو آسمان پر چڑھا دیا، مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کردیے۔ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ غرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے، پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی لئے شعر کی نسبت مشہور ہے کہ اَکذبِ اُو اَحسَنِ اُو۔ آیت نمبر ۲۲۶ کا ترجمہ ہے "اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے" اس کی تشریح ہے: شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہونگے، اور جا کر ملو تو پرلے درجے کے نامرد اور ڈرپوک کبھی دیکھو تو ہٹے کٹے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نبضیں ساکت ہو چکیں، قبضِ روح

کا انتظار ہے غرض ایک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جماعت سے کیا لگاؤ۔ اسی لئے فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ

آپ کی جو بات تھی سچی، جچی تلی باون تولے پاؤ رتی، تحقیق کے ترازو میں تلی ہوئی۔ پھر جو بات زبانِ مبارک سے سُنی جاتی تھی وہی علم میں آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ بھلا شاعر ایسے ہوتے ہیں؟ اور شاعری اسے کہتے ہیں؟

سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۲۷ کا ترجمہ:

''مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کیے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ اُن پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں'' مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے یا کسی نے اس کو ایذا پہنچائی اس کا جواب بحدِ اعتدال دیا۔ ایسا شعر عیب نہیں چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کافروں کو جواب دے اور

روح القدس تیرے ساتھ ہے۔ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے‘‘

سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۴۱ کا ترجمہ:

اور نہیں ہے یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو

اس آیت کی تشریح:

یعنی قرآن کے کلام اللہ ہونے کی نسبت کبھی کبھی یقین کی کچھ جھلک تمھارے دلوں میں آتی ہے مگر بہت کم جو نجات کے لئے کافی نہیں آخر اُس کو شاعری وغیرہ کہہ کر اڑا دیتے ہو کیا واقع انصاف سے کہہ سکتے ہو کہ یہ کسی شاعر کا کلام ہو سکتا ہے؟ اور شعر کی قسم سے ہے۔شعر میں وزن و بحر وغیرہ ہونا لازم ہے قرآن میں اس کا پتہ نہیں شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے۔اور اس کے اکثر مضامین محض وہمی اور خیالی ہوتے ہیں۔حالانکہ قرآنِ کریم میں تمام تر حقائق ثابتہ اور اصولِ محکمہ کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۵ کی تشریح:

’’قرآن سن کر ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قرار نہ تھا کبھی اسے جادو بتاتے کبھی پریشان خوابیں کہتے کبھی دعویٰ کرتے کہ آپ اپنے جی سے کچھ باتیں جھوٹ گھڑ لائے ہیں جن کا نام قرآن رکھ دیا ہے۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ آپ ایک عمدہ شاعر ہیں اور شاعروں کی طرح تخیل کی بلند پروازی سے کچھ مضامین مؤثر اور مسجع عبارت میں پیش کر دیتے ہیں اگر واقع میں ایسا نہیں تو چاہئے کہ آپ کوئی ایسا کھلا معجزہ دکھلائیں جیسے معجزات پہلے پیغمبروں نے دکھلائے تھے، یہ کہنا بھی محض عناد سے دق کرنے کے لئے تھا کیونکہ اول تو مکہ کے یہ جاہل مشرک پہلے پیغمبروں اور اُن کے معجزات کو کیا جانتے تھے دوسرے آپ ﷺ کے بیسیوں کھلے کھلے نشان دیکھ چکے تھے جو انبیائے سابقین کے نشانات سے کسی طرح کم نہ تھے جن میں سب سے بڑھ کر یہ ہی قرآن کا معجزہ تھا وہ دل میں سمجھتے تھے کہ نہ یہ جادو کی مہمل عبارتیں ہیں نہ لغو خواب ہیں نہ شاعری ہے اس لئے جب کوئی ایک بات چسپاں نہ ہوتی تو اسے چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگتے تھے۔

اختتامی کلمات:

یہ بات نہایت حیران کن ہے کہ کفار نے آپ ﷺ کو جھٹلایا تو کفار نے ہی صادق اور امین بھی کہا۔ آپ ﷺ کی نبوت کا جھٹلانا ضد، ہٹ دھرمی اور حسد کی بنا پر تھا ورنہ وہی معاشرہ آپ ﷺ کے حُسن و تدبر، فہم و فراست، راست گوئی اور سچائی کی گواہی دیتا تھا۔ ہمارے مضمون کا موضوع شاعری سے تعلق رکھتا ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ذکر اذکار کی ترغیب دی اور ساری عمر شاعری میں کھپانے کو قطعاً پسند نہیں کیا۔ بلکہ اس کی اجازت بھی بعض استثنائی صورتوں میں تھی۔

فی زمانہ ذرائع ابلاغ میں شاعروں اور مشاعروں کی جس طرح تشہیر کی جاتی ہے اور شاعری کو جس انداز سے زندگی کا نصب العین بنا کر پیش کیا جاتا ہے یہ ہماری بنیادی دینی تعلیمات کے سراسر منافی ہے ان تعلیمات کا سرچشمہ قرآن وحدیث اور نبی کریم ﷺ کی تمام حیاتِ طیبہ ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی امت کو موت کو زیادہ یاد کرنے کا حکم دیا نہ کہ شاعری کو یاد کرنے کا۔ ایک جگہ فرمایا (مفہوم حدیث شریف) کہ

جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم بھی دیکھو تو اپنے مردوں کو دفن کرنا بھول جاؤ گے۔قرآنِ کریم کی فضیلت خود اللہ تعالیٰ نے بھی بیان فرمائی اور حضور ﷺ نے بھی ۔ اسلاف میں ایک صالح خاتون کا تذکرہ ملتا ہے جو ہر بات یا سوال کا جواب قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت مبارکہ کی تلاوت کے ذریعے دیا کرتی تھیں اور تمام عمر اس خاتون کا یہی وطیرہ رہا اُس کی غیرت اور قرآن کی محبت نے گوارہ نہیں کیا کہ قرآن سے ہٹ کر کبھی کسی اور حوالے سے بات بھی کرے۔

یہ خوبصورت روش ہمارے بعض علمائے کرام کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔ جو بات بات پر شاعروں کے شعروں کا حوالہ دیتے ہیں قرآن وحدیث کا حوالہ کم دیتے ہیں۔علماء انبیاء کی وراثت کے امین ہیں اور انبیاء کی وراثت نہ تو ترکہ و دینار ہیں نہ شاعری اور موسیقی ۔ بلکہ ان کی وراثت وہ علم ہے جو جنّت کے راستوں کا نشان ہے۔اور اس علم کا سرچشمہ قرآن وحدیث اور سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

سلسلہ ﷺ
محمدیہ امینیہ ادریسیہ رجسٹرڈ

381 اے، شاہ رکن عالم کالونی، ملتان۔
فون: 061-111-111-381
ویب سائٹ: www.idreesia.com

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

سن اشاعت اوّل: جولائی 2011